حضرت اشرف الفقہا کے اساتذہ

حضرت مولانا خیرالدین کا خانوادہ گورکھپور کے نواپار گاؤں سے ہجرت کر کے گھوسی میں آباد ہوا۔ اسی خانوادہ میں صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی، مولانا محمد صدیق اعظمی، شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی، رئیس الاذکیا علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی اعظمی اور شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے اصحاب فضل وکمال پیدا ہوئے۔ حضرت صدرالشریعہ کے چچازاد بھائی اور استاد مولانا محمد صدیق اعظمی اشرف الفقہا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کے نانا، شیخ العلما بڑے ماموں اور رئیس الاذکیا ماموں اور خسر تھے۔ آپ کو اساتذہ بھی نابغۂ روزگار میسر آئے۔

افتخار ندیم قادری علیمی

گھوسی کی خاک سے ہر دور اور ہر عہد میں عبقری شخصیتیں پیدا ہوتی رہی ہیں اور گھوسی میں بھی کریم الدین پور کا اپنا ایک منفرد مقام ہے۔ سرزمین گھوسی کی شہرت کی وجہ سے بہت سی دینی، علمی اور روحانی ہستیوں اور کئی خانوادوں نے اسے جائے بود و باش بنایا۔ حضرت مولانا خیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ ضلع گورکھپور کے نواپار گاؤں سے ہجرت کر کے گھوسی میں آباد ہوا۔ اسی خانوادہ میں صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ حکیم مفتی امجد علی اعظمی، مولانا محمد صدیق اعظمی، شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی، سند العلما رئیس الاذکیا علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی اعظمی اور حضرت شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے اصحاب فضل وکمال پیدا ہوئے۔ صدرالشریعہ کے چچازاد بھائی اور استاد مولانا محمد صدیق اعظمی اشرف الفقہا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کے نانا تھے، شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی اشرف الفقہا کے بڑے ماموں اور علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی اعظمی اشرف الفقہا کے ماموں اور خسر جبکہ معروف ادیب وشاعر اور طبیب مولانا ڈاکٹر شکیل اعظمی آپ کے ہم زلف اور سمدھی ہیں۔ اس مقالہ میں اشرف الفقہاء کے اساتذہ میں چند کی حیات وخدمات کو اجمالاً زیب قرطاس کیا جارہا ہے۔

حضرت میاں جی متقی (رحمۃ اللہ علیہ): آپ اشرف الفقہا کے ابتدائی استاذ تھے۔ آپ ہی سے قاعدہ بغدادی، عم پارہ اور قرآن پاک محلہ کریم الدین پور باغ گھوسی میں آپ کے مکان پہ پڑھا تھا۔ آپ ایک خدارسیدہ، نہایت پابند شرع اور نیک طینت ومتورع انسان تھے۔ چھوٹے بچوں کو دینیات کی تعلیم دیتے تھے، سند یافتہ عالم دین تو نہیں تھے لیکن عالم باشریعت اور مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت اشرف الفقہا اپنے اس نیک طینت پاکیزہ صفت محنتی استاد کا برابر ذکر کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد سعید فتحپوری (علیہ الرحمۃ والرضوان): آپ موضع فتحپور تحصیل گھوسی ضلع مئو کے ایک زمیندار گھرانے میں ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ ناز و نعم میں پلے بڑھے، ابتدائی تعلیم گھر پہ ہوئی پھر حضرت مولانا علیم اللہ کے پاس فارسی زبان وادب کی کتابیں پڑھیں۔ علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی (علیہ الرحمہ) کے پاس برسوں اکتساب فیض کیا۔ آپ صدرالشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی (علیہ الرحمہ) کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوتے اور اپنی فطری استعداد اور ذوق علم کی بدولت صدرالشریعہ کی عنایتوں سے سرفراز ہوتے۔ ۴۶/۱۹۴۵ء میں مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے استاد مقرر ہوئے جہاں ۵۲/۱۹۵۱ء تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ فارسی زبان وادب میں ان کی قابلیت کا اعتراف اب بھی کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ فخرالمحدثین علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی (علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ ''مولانا محمد سعید صاحب اپنے زمانہ میں فارسی کے امام تھے''۔ آپ ایک قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ قمر آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے تین بیٹے مولانا معین الدین خان علیہ الرحمہ اور ان کے دو بھائی تولد ہوئے جبکہ دوسری بیوی سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ ۱۹۵۵ء میں آپ شدید بیمار ہوئے اور چند ماہ صاحب فراش رہ کر ۸ فروری ۱۹۵۶ء کو وصال فرمایا۔

حضرت مولانا محمد سمیع اللہ امجدی (علیہ الرحمہ): آپ کی شخصیت گونا گوں خوبیوں کی مالک تھی، معتبر عالم دین، مستند مدرس، باوقار منتظم، فصیح وبلیغ مقرر، قادرالکلام شاعر اور عالم باعمل تھے۔ قرآن وحدیث اور فقہی مسائل وجزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۱ / اکتوبر ۱۹۳۲ء کو محلہ امجد نگر سماریڈیہ، گھوسی میں ہوئی۔ والدین کی نگرانی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعدہٗ ایک پرائمری اسکول میں داخل کیے گئے۔ فارسی زبان وادب کی مشہور کتابیں گلستاں وبوستاں وغیرہ حضرت صدرالشریعہ کے بڑے بھائی حکیم احمد علی سے پڑھیں، پھر سند العلما، رئیس الاذکیہ کے ہمراہ مدرسہ قمرالمدارس گڈری بازار میرٹھ تشریف لے گئے اور آپ کے زیر سایہ عربی زبان وادب کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں داخلہ لیا اور شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں یہیں جملہ علوم وفنون اور دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ ۱۹۴۹ء میں جبہ وسند فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔ فراغت کے بعد مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں مدرس دوم کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس وقت شمس العلوم ابتدائی منزل میں تھا۔ یہیں اشرف الفقہا مفتی محمد مجیب اشرف اعظمی، حضرت مولانا قمرالدین قمر اشرفی، مولانا حاجی شفیق احمد عزیزی، مولانا حفیظ اللہ قادری اور الحاج ممتاز احمد قادری سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ شمس العلوم گھوسی وغیرہم نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ آپ نے مختلف مقامات پر تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر علامہ عبدالشکور اعظمی علیہ الرحمہ کے اصرار پر بھیونڈی تشریف لے گئے اور سنی جامع مسجد اسلام پورہ بھیونڈی میں امامت وخطابت کی ساتھ مومن اتحاد کمیٹی کی زیر نگرانی عربی مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی کے قیام میں مولانا عبدالشکور اعظمی کے شانہ بشانہ شریک رہے۔ آپ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ وصال شب جمعہ بوقت مغرب ۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۰ / اگست ۱۹۹۴ء بھیونڈی میں ہوا اور کواٹر گیٹ قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

حضرت مولانا شمس الدین اعظمی (علیہ الرحمہ): مولانا شمس الدین اعظمی کی ولادت محلہ کریم الدین پور گھوسی میں مینا مسجد کے پاس حاجی محمد صادق مرحوم کے گھر ہوئی۔ حاجی صاحب مرحوم نے اپنے صاحب زادہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی، اور انہیں عالم دین بنایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں لیں، پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں فضیلت تک کی تعلیم مکمل کر کے ۵۱/۱۹۵۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اسی سال مدرسہ شمس العلوم اپنی عمارت مدھوبن روڈ گھوسی میں منتقل ہوا تھا، آپ ایک ذہین وفطین، زود فہم اور وسیع النظر عالم تھے۔ مدرسہ شمس العلوم میں اشرف الفقہا نے عربی و فارسی کی بعض ابتدائی کتابیں آپ سے یہیں پڑھی تھیں۔ مولانا موصوف کے اندر طلبہ کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، نکھارنے اور سنوارنے کا بڑا ملکہ تھا۔ مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے آپ تقریباً پچاس سال تک وابستہ رہے۔ کئی مہینہ تک صاحب فراش رہ کر جولائی ۲۰۰۷ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ کریم الدین پور باغ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی (علیہ الرحمہ): مدینۃ العلما گھوسی کی نابغۂ روزگار ہستیوں میں ایک معتبر نام شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کا ہے۔ آپ ۱۱ / شعبان ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۰ / اپریل ۱۹۲۱ء میں گھوسی کے مردم خیز خطہ کریم الدین پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم بڑا گاؤں باغیچہ کے ایک مکتب میں ہوئی پھر صدر الشریعہ کے بڑے بھائی حکیم احمد علی سے گلستاں وبوستاں وغیرہ پڑھیں۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں داخلہ لیا اور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ کے زیر سایہ آٹھ سال رہ کر ہدایہ اخیرین، ترمذی شریف، صدرا، حمداللہ تک کی کتابیں پڑھیں۔ پھر مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ تشریف لے گئے جہاں صدرالعلما حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ سے شرح جامی، شمس بازغہ، حاشیہ عبدالغفور جیسی ادق اور حضرت رئیس الاذکیا سند العلماء علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی علیہ الرحمہ سے خیالی اور قاضی مبارک جیسی اہم اور مشکل کتابیں پڑھیں۔ شوال ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں آپ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی تشریف لے گئے جہاں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے صحاح ستہ پڑھ کر دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں سند فراغت حاصل کی۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت مفتی اعظم ہند جیسی مقتدر ہستیوں نے اپنے دستہائے مبارک سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی۔ آپ ایک سال تک حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی کی بارگاہ فیض میں رہے اور فتوی نویسی کی مشق کی اور گیارہ سال تک حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں رہ کر فتاویٰ نویسی کی۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ بحرالعلوم مئو میں آپ کا تقرر ہوا، پھر مدرسہ خیرالاسلام پلاموں بہار، مدرسہ حنفیہ مالیگاؤں ناسک اور مدرسہ عین العلوم بیت الانوار گیا میں بالترتیب تدریسی خدمات انجام دیں۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء سے آپ نے اپنے استاذ رئیس الاذکیا حضرت علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی بانی مدرسہ شمس العلوم کی تحریک پر مدرسہ شمس العلوم میں بعہدۂ صدرالمدرسین خدمات انجام دیں اور ۱۹ جولائی ۱۹۵۴ء تک ادارہ کو خوب ترقی دیا۔ حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ نے شارح بخاری سے یہیں پڑھنا شروع کیا، ۲۱ / جولائی ۱۹۵۴ء میں جب شارح بخاری مدرسہ شمس العلوم سے مستعفی ہو کر مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا جانے لگے تو ساتھ میں اشرف الفقہا بھی تشریف لے گئے جہاں ۲۴ / مارچ ۱۹۵۶ء تک رہے۔ پھر ۲۴ / شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۴ / جون ۱۹۵۶ء کو شارح بخاری مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف تشریف لے جانے لگے تو حضور اشرف الفقہا بھی آپ کے ہمراہ گئے جہاں حضور شارح بخاری ۱۹۶۷ء تک شعبۂ تدریس سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۷ء بعمر ۲۰ برس اشرف الفقہا علیہ الرحمہ نے یہیں سے فراغت حاصل کی، اس طرح آپ نے زیادہ تر کتابیں شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ حضور شارح بخاری کو اپنے اس شاگرد رشید پر بڑا ناز تھا۔ آپ نے حضور احسن العلما علیہ الرحمہ کے سامنے گلوگیر آواز میں کہا تھا ''مجیب اشرف میرا وہ شاگرد ہے کہ قیامت میں میرے رب نے مجھ سے سوال کیا کہ شریف الحق کیا لایا ہے تو میں مجیب اشرف کو پیش کردوں گا''۔

حضور شارح بخاری ۸ / مئی ۱۹۶۷ء کو جامعہ عربیہ انوار القرآن تشریف لائے۔ یہیں سے مدرسہ نداء حق جلال پور امبیڈکر نگر گئے، پھر ۱۳ / دسمبر ۱۹۷۶ء کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں بحیثیت صدر شعبہ افتا آپ کا تقرر ہوا۔ جہاں چوبیس سال تک مسند افتا پر فائز رہے۔ دلائل وبراہین سے مزین تقریباً ایک لاکھ فتوے لکھے، نوضخیم جلدوں میں نزہت القاری، اشرف السیر، اسلام اور چاند کا سفر، تحقیقات دو جلد، منصفانہ جائزہ، مقالات شارح بخاری تین جلد، اشک رواں، امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر، اثبات ایصال ثواب، اظہار حقیقت، فتنوں کی سرزمین نجد یا عراق آپ کی گراں قدر قلمی خدمات ہیں۔ ۶ / صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ / مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات بعد نماز فجر اوراد ووظائف ومعمولات کی ادائیگی کے بعد حرکت قلب بند ہو جانے سے پانچ بج کر چالیس منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور ۷ / صفر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور گھوسی میں برکاتی مسجد سے متصل سپرد لحد کیے گئے۔

حضرت علامہ قاری رضاء المصطفی قادری (علیہ الرحمہ): حضرت علامہ قاری رضا المصطفی قادری حضور صدرالشریعہ کی تیسری زوجہ محترمہ مرحومہ رابعہ خاتون کے بطن سے ۱۹۲۴ء میں دارالخیر اجمیر شریف میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں آپ کے والد ماجد صدر الشریعہ بدرالطریقہ علامہ حکیم مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ دارالعلوم معینیہ درگاہ حضرت خواجہ میں صدرالمدرسین کے منصب جلیل پر فائز تھے۔ آپ کے خاندان میں دس پشتوں سے مسلسل عالم وحکیم پیدا ہوتے آئے تھے مگر کوئی حافظ قرآن نہ ہوا تھا۔ آپ خوش گلو اور خوش آواز تھے اس لیے تین چار پارے ناظرہ پڑھ لینے کے بعد والد نے حفظ قرآن کے لیے بیٹھا دیا۔ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نواب حبیب الرحمٰن خان شیروانی کی دعوت پر اجمیر سے دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ ریاست دادوں علی گڑھ گئے تو آپ بھی اپنے والد کے ہمراہ علی گڑھ پہونچے جہاں آپ نے صدرالشریعہ اور دیگر اساطین علم وفن سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ بعدہ تجوید وقرأت میں درک وکمال حاصل کرنے کی خاطر مدرسہ سبحانیہ الہ آباد تشریف لے گئے۔ پھر ۱۹۵۰ء میں صدر العلما علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ گئے جہاں ایک سال تک آپ نے خاص طور پر حدیث کا درس لیا۔

فراغت کے بعد آپ سب سے پہلے دیوریا کے ایک ادارہ میں بغرض تدریس تشریف لے گئے۔ پھر دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا گونڈہ سے وابستہ ہوئے۔ حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ نے آپ سے وہیں شرف تلمذ پایا۔ ۱۹۵۰ء میں اپنے بڑے بھائی علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری سے ملاقات کے لیے پاکستان کا سفر کیا، اس کے بعد کئی بار آنا جانا ہوا اور کراچی کی مسجدوں میں نماز تراویح پڑھانے کا موقع ملا۔ آپ کی حسن تجوید، خوش اخلاقی اور زور خطابت کی وجہ سے مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ نے آپ کو نیو میمن مسجد کراچی کا امام وخطیب منتخب کر دیا، اس لیے ۱۹۵۶ء میں آپ پاکستان میں مقیم ہو گئے۔ امامت وخطابت کے ساتھ آپ دارالعلوم امجدیہ کراچی کے شعبہ تجوید وقرأت سے بھی وابستہ ہو گئے اور اسے عروج بخشا۔ آپ نے کراچی میں دارالعلوم نوریہ رضویہ کی بنیاد ڈالی جو دین کی زریں خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسی ادارہ سے متصل ایک خوب صورت مسجد بھی تعمیر کرائی، لڑکیوں کی تعلیم کے لیے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ دینی تعلیم وتربیت کی خاطر ایک علیحدہ منظم اور باضابطہ کلیۃ البنات بھی قائم فرمایا۔ ۱۹۵۷ء میں آرام باغ کراچی میں مکتبہ رضویہ کے نام سے اک اشاعتی ادارہ قائم کیا جہاں آپ نے پچاس ہزار سے زائد قرآن پاک کی طباعت کرائی اور لوگوں میں مفت تقسیم کیا۔ قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی، تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ، مدنی قاعدہ وغیرہ آپ کی قلمی خدمات ہیں۔ ۸ / ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز چہارشنبہ کراچی میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں سپرد لحد کیے گئے۔

حضرت علامہ معین الدین اعظمی (علیہ الرحمہ): شیخ المعقولات علامہ معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ مولانا محمد سعید فتح پوری کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۲۰ء میں فتح پور نرجا تحصیل گھوسی ضلع مئو یو پی میں ہوئی۔ لکھنے پڑھنے کے لائق ہوئے تو والد ماجد سے ناظرہ قرآن، اردو فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں متوسطات تک تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ سبحانیہ الہ آباد گئے، جہاں حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف پہنچ کر محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور دیگر اساتذہ سے درس نظامی کی بقیہ کتابیں پڑھیں اور ۱۹۴۶ء میں فارغ التحصیل ہو کر اسی ادارہ میں شیخ المعقولات کے منصب پر فائز ہوئے۔ یہیں پر حضور اشرف الفقہا نے آپ سے منطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے بعد میں دارالعلوم غریب نواز الہ آباد پھر دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ میں مسند تدریس کو زینت بخشی۔ بعدہٗ جامعہ عربیہ سلطان پور بحیثیت صدرالمدرسین وشیخ الحدیث تشریف لائے اور بیس سال کی طویل خدمات میں اسے اوج ثریا پر پہنچایا۔ ۱۹۸۷ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف میں مسند درس کو زینت بخشی پھر وہاں سے مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد آئے لیکن خرابی صحت کی وجہ سے مستعفی ہو کر مستقلاً گھر رہنے لگے۔ آپ نے کم وبیش پینتالیس سال تک ملک کی مختلف دینی درسگاہوں میں تدریسی خدمات انجام دیں آپ جملہ علوم وفنون متداولہ فقہ وحدیث تفسیر وعقائد منطق وفلسفہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ شاعری کا بھی خاصہ ذوق تھا اور شمیم تخلص رکھتے تھے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء کو قضائے الٰہی سے دارالبقا کی طرف رحلت کرگئے۔

حضرت علامہ مفتی ثناء اللہ امجدی (علیہ الرحمہ): حضرت علامہ مفتی ثناء اللہ امجدی (علیہ الرحمہ) بن حاجی شرف اللہ کی ولادت ۲ جولائی ۱۹۱۰ء کو ضلع مئو یو پی میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی، پھر مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا، عربی و فارسی کی مبتدی تا منتہی کتابیں یہیں پڑھیں اور ۱۹۳۵ء میں فراغت حاصل کی۔ آپ کو بیعت وخلافت کا شرف حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی سے حاصل تھا۔ فراغت کے بعد ۱۹۳۶ء میں بغرض دعوت وتبلیغ رنگون تشریف لے گئے پھر دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں بحیثیت نائب شیخ الحدیث تقرر ہوا جہاں ۱۹۴۴ء تک رہے۔ اس کے بعد مدرسہ بحرالعلوم مئو، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد، مدرسہ بحرالعلوم لطیفیہ کٹیہار، مدرسہ علیمیہ سرکانہی شریف، جامعہ فاروقیہ بنارس، مدرسہ منظر حق ٹانڈہ میں بحیثیت شیخ الحدیث تدریسی خدمات انجام دیں۔ حضور اشرف الفقہا نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں آپ سے دورہ حدیث پڑھا تھا۔ دارالعلوم اہلسنت مدرسہ بحرالعلوم مئو آپ کا قائم کردہ ادارہ ہے۔ آپ نے پوری زندگی خلق خدا کی ہدایت ورہنمائی میں گزاری۔ ۱۵ / اگست ۱۹۹۰ء کو بوقت ۹ بجے شب آپ کا وصال ہوا اور مدرسہ بحرالعلوم کے صحن میں سپرد لحد کیے گئے۔

صدرالعلما علامہ مفتی تحسین رضا خاں قادری بریلوی (علیہ الرحمہ): آپ استاذ زمن، برادر اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے اور حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں بریلوی کے منجھلے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۴ / شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۳۰ء محلہ سوداگران بریلی میں ہوئی۔ محمد نام تجویز ہوا مگر تحسین رضا کی عرفی نام سے مشہور ہوئے۔

آپ کے والد ماجد علامہ حکیم حسنین رضا خاں قادری نے اپنی سسرال محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ اس لیے صدر العلمانے نانیہال ہی میں طفولیت، شباب اور عمر کے آخری ایام گزارے۔ ابتدائی کتابیں مدرسہ اکبری واقع اکبری مسجد محلہ گھیر جعفر خاں میں پڑھیں۔ بارہ برس کی عمر میں مدرسہ اہل سنت مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں داخل کرائے گئے۔ ۱۹۴۵ء میں جب سرکار مفتی اعظم ہند اور محدث اعظم پاکستان سفر حج کے لیے حجاز مقدس روانہ ہوئے تو صدرالشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ عارضی طور پر مدرسہ مظہر اسلام کے صدرالمدرسین اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ صدر العلما علیہ الرحمہ نے آپ سے تفسیر جلالین پڑھی۔ پھر منتہی کتابوں کی تعلیم کے لیے دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کیے گئے۔ صحاح ستہ کی تکمیل کے لیے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی کی خدمت میں فیصل آباد پہنچ کر دورہ حدیث پڑھا۔ آپ کے اساتذہ میں صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں نوری، شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جون پوری، شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی اور حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضوی جیسے عظیم اساتذہ شامل ہیں۔

آپ کی پہلی تقرری مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں ہوئی جہاں آپ ۱۹۷۵ء تک مدرس تھے۔ حضور اشرف الفقہا علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نے آپ سے یہیں قرآن وحدیث اور اس کے اصول وفروع کا درس لیا۔ بعدہٗ آپ نے دارالعلوم منظر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی میں بعہدۂ صدرالمدرسین و شیخ الحدیث تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۲۰۰۵ء میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ جامعۃ الرضا میں بحیثیت صدر المدرسین وشیخ الجامعہ آپ کا تقرر ہوا اور تادم وصال ان عہدوں پر فائز تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ قادرالکلام شاعر بھی تھے تحسین آپ کا تخلص تھا۔

۱۸ / رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ / اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ ناگ پور سے چندرپور کے لیے روانہ ہوئے تھے جہاں آپ کو نماز جمعہ کی امامت کرنی تھی، چندر پور سے ۳۰ کلومیٹر پہلے کار حادثہ کا شکار ہوگئی، آپ کے سر میں شدید ضرب آئیں، قریب کے اسپتال میں داخل کیے گئے مگر جانبر نہ ہو سکے نعش مبارک رات ۹ / بجے حضرت اشرف الفقہا کے دولت کدہ رضا منزل شانتی نگر ناگپور لائی گئی۔ ۱۱ / بجے حضور اشرف الفقہا کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی، دوسرے دن آپ کی میت بذریعہ طیارہ ناگپور سے دلی اور پھر بذریعہ ایمبولینس بریلی شریف لائی گئی اور تیسرے روز مورخہ ۲۰ / رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۵ / اگست ۲۰۰۷ء دوپہر بعد اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے گراؤنڈ میں آپ کی آخری نماز جنازہ حضور تاج الشریعہ کی امامت میں پڑھی گئی۔ ۴-۵ لاکھ فرزندان توحید نے شرکت کی اور کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضور اشرف الفقہا اس حادثہ فاجعہ پر لکھتے ہیں ''آہ! آہ! کوہ پیکر علم وعمل، مرشد راہ ہدایت، نازش بزم سخن، ماہر علم وفن، میرے استاذ ذی وقار ہم سے بہت دور ہو گئے مگر دل کی دھڑکنوں سے قریب بہت قریب۔ ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ آمین آمین''۔

آپ کے مشاہیر تلامذہ میں اشرف الفقہا مفتی محمد مجیب اشرف اعظمی، مولانا منان رضا خاں منانی میاں، مولانا خالد علی نواسہ مفتی اعظم ہند، حضرت مفتی محمد ابو صالح رضوی، علامہ محمد ہاشم نعیمی، مفتی محمد مطیع الرحمان رضوی، مولانا مفتی محمد یامین رضوی اور مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی سرفہرست ہیں۔

شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی (علیہ الرحمہ): دبستان صدرالشریعہ کے گل سر سبد شیخ العلما علامہ الحاج الشاہ مفتی غلام جیلانی اعظمی مدینۃ العلما گھوسی میں ایک غریب مگر دین دار گھرانے میں ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی محمد اویس حسن تجویز ہوا مگر اپنے عرفی نام غلام جیلانی سے دنیائے اہل سنت میں غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔ ابتدائی تعلیم گھوسی میں ہوئی، پھر مبارکپور جا کر اپنے والد ماجد مولانا صدیق اعظمی علیہ الرحمہ کے مایہ ناز شاگرد مولانا عبدالسلام سے ابتدائی فارسی پڑھی مگر جلد ہی ان کے انتقال کے بعد گھوسی واپس آ گئے اور سلسلۂ تعلیم یہیں جاری رکھا۔ بعد میں حضور صدر الشریعہ کے ہمراہ بریلی شریف گئے اور جامعہ منظر اسلام میں داخل ہوئے جہاں نورالانوار، جلالین اور بیضاوی تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۴ء میں حضرت صدرالشریعہ کے ساتھ جامعہ معینیہ اجمیر گئے لیکن کوئی ایک سال بعد مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ چلے گئے جہاں سے مولانا قیام الدین عبدالباری اور دوسرے اساتذہ سے منقولات ومعقولات کی تکمیل کے بعد بریلی شریف آئے اور مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری اور حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قدس سرہ سے صحاح ستہ کا دورہ کیا۔

فراغت کے بعد ۱۳۴۶ھ میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں مدرس مقرر ہوئے لیکن پانچ ماہ کے بعد ہی مدرسہ محمدیہ امروہہ ضلع مرادآباد میں نائب صدرالمدرسین ہو کر تشریف لے گئے اور سات سال بعد ایک سال کے لیے مدرسہ محمدیہ ویلور مدراس تشریف لے گئے، پھر دوبارہ امروہہ تشریف لے آئے۔ یہاں سے ایک سال بعد حضرت صدرالشریعہ کے حکم سے مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں جلوہ بار ہوئے۔ ۱۳۶۱ھ میں مدرسہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں احسن العلما حضرت علامہ سید شاہ مصطفی حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ کی تعلیم کے لیے بلائے گئے جہاں ایک سال قیام رہا۔ پھر ۱۳۶۲ھ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تدریسی خدمات کے لیے طلب فرمایا، پھر ۱۳۶۶ھ میں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں تقرر ہوا، جہاں سات برس تک رہے۔ یہاں سے جامعہ عربیہ ناگپور تشریف لے گئے اور یہیں پر مظہر اسلام بریلی شریف میں خدمت تدریس کے لیے دوسری بار حضور مفتی اعظم ہند کا پروانہ ملا، چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور تقریباً پانچ سال تک طالبان علوم نبویہ کی خدمت فرماتے رہے۔ ۱۳۷۹ھ میں شمال مشرقی یوپی کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں بحیثیت شیخ الحدیث وصدر الصدور تشریف لائے اور کم وبیش ۱۸ / سال تک آپ نے دارالعلوم فیض الرسول میں علوم نقلیہ وعقلیہ کا درس دیا اور یہیں کے بزرگوں اور علمائے کرام نے آپ کی طویل دینی وعلمی خدمات کے اعتراف میں آپ کا لقب شیخ العلما رکھا۔ حضرت شیخ العلما تقریباً ۵۲ / سال تک مسند تدریس پر فائز ومتمکن رہے، ہزاروں تشنگان علم کی آبیاری کی جن میں بیشتر اہل سنت وجماعت کے ممتاز مشاہیر علما کی صف اول میں شمار کیے گئے۔ حضرت شیخ العلما کے برادر خرد خیرالاذکیا علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی کے بانی اور جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے۔ آپ کے صاحبزادے محبوب العلما علامہ مفتی غلام ربانی فائق اعظمی علیہ الرحمہ نے ''الولد سر لابیہ'' کی عملی تفسیر بن کرتا حین حیات اشاعت علم دین اور رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ سلسلہ خیروبرکت حضرت شیخ العلما کے احفاد واسباط کے ذریعہ ہنوز جاری وساری ہے۔

حضرت شیخ العلما قاسم البرکات سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن عرف شاہ جی میاں برکاتی قدس سرہ العزیز سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور آپ کو تاج العلما علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند، صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی اور عزیز الاولیا حضرت صوفی عبدالعزیز حسنی جہانگیری ابوالعلائی قدست اسرارہم سے سلسلہ قادریہ رضویہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ نظامیہ منوریہ فخریہ اور ان تمام سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی جو رسالہ مبارکہ ''النور والبہاء لاسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء'' میں مذکور ہیں۔

حضرت شیخ العلما ایک کامیاب مدرس وواعظ ہونے کے ساتھ بہترین مضمون نگار، مصنف وادیب وانشاء پرداز اور اردو عربی کے فی البدیہہ قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف وتراجم اور افادات وحواشی کے اسمائے یہ ہیں: (۱) حیات شیخ المشائخ (۲) تذکرہ صدرالشریعہ (۳) فیضان حدیث (۴) شب برات کے فیوض وبرکات (۵) رسالہ لامیہ (۶) شفا شریف کا اردو ترجمہ (۷) حمداللہ کا نوٹ (۸) حواشی بر ملاحسن، شرح ہدایۃ الحکمت، ہدیہ سعیدیہ اور حکمت العین (۹) شرح متن الکافی فی العروض والقوافی (۱۰) مختصر المعانی کے مغلق مقامات پر حواشی (۱۱) حواشی بر المتنبی ودیوان المتنبی۔

حضرت شیخ العلمانے ۷۷ / سال کی عمر میں ۶ / ربیع الاول شریف ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۵ / فروری ۱۹۷۷ء بروز جمعہ مبارکہ صبح سات بجکر ۳۵ / منٹ پر آخری سانس لی اور اسی روز بعد نماز عصر محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری کی امامت میں جنازہ کی نماز ادا کی گئی اور کریم الدین پور باغ گھوسی میں روضۂ صدرالشریعہ کے قریب سپرد لحد کیا گیا۔

(ماخذ: معارف شارح بخاری، فیضان حدیث، تذکرہ امجدی، تذکرہ علماء اہلسنت، تجلیات رضا کا صدرالعلماء نمبر اور صدرالشریعہ حیات وخدمات)

n مضمون نگار جامعہ شمس العلوم گھوسی (مئو) میں استاد ہیں۔

آہ! یہ آخری سفر، آخری ملاقات

حضرت اشرف الفقہا کی تجہیز وتدفین کے مراحل لاک ڈاؤن کی سختیوں کے باوجود جس طرح انجام پذیر ہوئے حد درجہ حیرت انگیز ہیں، آپ انہیں ان کی کرامت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ غسل دینے کے بعد جنازہ گھر کے لان کے سامنے رکھ دیا گیا اور نماز عصر کے بعد سے ۲۵ / سے ۳۵ / افراد پر مشتمل جماعتوں نے ۷۰ سے ۷۵ بار نماز جنازہ ادا کی اور ۱۲ / بجے شب میں جب جنازہ قبرستان پہنچا تو ولی کی شرکت اور اجازت سے جو نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں ہزاروں افراد شریک تھے

ڈاکٹر شکیل اعظمی

حضرت اشرف الفقہا اپنے نواسے مولوی راشد سلمہ کی شادی میں شرکت کے لیے ۳۰ / جون ۲۰۲۰ء کو ناگپور سے چل کر یکم جولائی ۲۰۲۰ء گھوسی پہنچے تھے۔ ان کے ہمراہ ان کے بڑے صاحبزادے الحاج تنویز اشرف سلمہ، بہو ناہید سلمہا اور پوتی عفیفہ سلمہا بھی تھیں۔ شادی کی تقریب ۲ / جولائی ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوئی۔ موصوف اپنے صاحبزادے تنویر اشرف کے ہمراہ ۴ / جولائی کو ناگپور کے لیے روانہ ہو گئے۔ ناہید فاطمہ اور عفیفہ سلمہا بعد میں ناگپور گئیں۔ یکم جولائی کو حضرت رات میں ملاقات کے لیے غریب خانے پر تشریف لائے جیسے ہی نظر ان کے چہرے اور جسم پر پڑی میں حیرت زدہ رہ گیا۔

گھوسی آنے سے پہلے برابر فون پر اپنے ضعف ونقاہت اور پاؤں کی تکلیف کا ذکر کیا کرتے تھے لیکن اس درجہ نحیف اور کمزور ہو گئے ہوں گے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ ان کا خلوص اور حوصلہ ہی تھا کہ داماد، بیٹی، اور نواسے کے پیہم اصرار اور شادی میں شرکت ونکاح خوانی کی خواہش کی تکمیل کے لیے اپنی تکلیفوں کو نظرانداز کرتے ہوئے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کیا، سب کی خوشیوں میں شریک ہوئے اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ ۳ / جولائی کو ۸ / بجے شب میں ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے۔ رخصت کے وقت مصافحے میں ہاتھوں کے لمس کی کرب انگیز سرگوشی اور آنکھوں میں گہری روح فرسا اداسی نے مجھے اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا کر دیا اور حضرت کے ناگپور جانے کے بعد میں نے اپنے احباب سے اس اندیشے کا اظہار کیا تھا کہ شاید حضرت سے یہ ملاقات آخری ملاقات ہو اور بالآخر اس موہوم اندیشے نے حقیقت کا روپ اختیار کر لیا اور واقعی ہماری یہ ملاقات زندگی کی آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ گھوسی سے جانے کے بعد حضرت کی علالت نے شدت اختیار کر لی۔ مختلف طریقہ ہائے علاج کے ماہرین نے اپنی ہر ممکن کوشش کی لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بالآخر ناگپور کے سب سے بڑے پرائیویٹ ہاسپٹل او کارڈ میں ایڈمٹ ہوئے اور ڈاکٹروں نے مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اہم ترین شخصیات کے زور دینے پر پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ حضرت کا علاج شروع کیا۔ بے پناہ تعلق خاطر کی بنا پر حضرت نے ہاسپٹل سے بھی کئی بار فون کر کے خیریت دریافت کی اور ہم سب اہل خانہ ومتعلقین کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ آخری فون جو ہاسپٹل سے کیا اس میں اپنے ضعف ونقاہت کا ذکر بڑی نحیف آواز میں کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ ضعف ونقاہت کے علاوہ کوئی خاص تکلیف تو نہیں، فرمایا ڈاکٹر صاحب تکلیف اور پریشانی تو بہت ہے لیکن اللہ کا شکر اور اس کی مرضی وہ جس حال میں رکھے، بندے کو ہر حال راضی بہ رضائے الٰہی رہنا ہے اور یہی شیوۂ بندگی ہے۔ چند روز ہاسپٹل میں رہنے کے بعد جب کچھ افاقہ ہوا اور ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آئے تو آپ نے فون کر کے مجھے یاد کیا، اظہار تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب میری اتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو بربنائے عذر شرعی ہے۔ پھر فرمایا اللہ میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور یا اللہ یا اللہ کی مسلسل تکرار فرماتے رہے۔ آخر میں فرمایا اللہ آپ سب لوگوں کو خوش رکھے، پھر فون کا رابطہ ختم ہو گیا اور میرا دل لرز اٹھا۔

ہاسپٹل سے گھر آنے کے بعد تمام طبی سہولیات، آکسیجن اور دیگر ضروری آلات و ادویات ماہر ڈاکٹروں کے ذریعہ گھر پر مہیا کرادی گئی تھیں اور شب وروز ڈاکٹر اور تیماردار نگرانی اور خدمت میں مصروف تھے لیکن موت کا ایک دن معین ہے جب وقت موعود آجائے گا تو نہ کوئی تدبیر کارگر ہوگی اور نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت بچا سکے گی۔ داعی اجل کو البیک کہنا ہی پڑے گا۔ بالآخر جمعرات ۱۵ / ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ / اگست ۲۰۲۰ء کو دن میں ۱۰ / بج کر ۳۰ / منٹ پر اس مرد خوش اوصاف نے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سانحۂ ارتحال کی خبر جیسے ہی موصول ہوئی زبان پر بے ساختہ کلمۂ ترجیع جاری ہوا اور دل ودماغ ماؤف اور معطل ہو کر رہ گیا، یہ سانحہ موت العالم، موت العالم کا مصداق بھی تھا اور ایک دیرینہ مخلص رفیق کی جدائی کا کرب انگیز واقعہ بھی۔ ان کی دینی وملی خدمات اور رشد وہدایت کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ہندو بیرون ہند تبلیغ وارشاد کا زریں سلسلہ دور آخر میں دراز سے دراز تر ہوتا گیا اور شہرت ومقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔ رب کریم ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے آمین۔

ایک خواب جو حضرت نے گھوسی آنے کے بعد ۲ / جولائی ۲۰۲۰ء کو شب میں دیکھا۔ مجھ سے بیان کیا کہ میں جب ناگپور میں اپنے رہائشی کمرے کے دروازے کو کھولا تو دیکھا کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کمرے میں آرام فرما ہیں۔ سلام عرض کرنے اور اجازت لینے کے بعد کمرے میں داخل ہوا دیکھا کہ الماری پر تیل کی شیشی رکھی ہوئی ہے۔ عرض گزار ہوا کہ حضرت اجازت دیں تو سر میں تیل لگانے کی سعادت حاصل کروں تو حضرت نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں سر میں تیل لگا رہا تھا کہ اتنے میں مولانا غلام مصطفیٰ صاحب بھی پہنچ گئے، حضرت نے میری طرف اشارہ فرماتے ہوئے مولانا صاحب سے فرمایا کہ یہ بہت ہی قیمتی محنتی اور ہمتی ہیں اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے مختلف تعبیراتی گوشے ہو سکتے ہیں۔ یہ خواب ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد کا اشاریہ بھی ہے، مفتیٔ اعظم ہند سے کمال عقیدت وارادت کا اظہاریہ بھی، پیر ومرشد کی توجہات وعنایات کا مظہر بھی، وصل بحق ہونے کا خاموش پیغام بھی

ناگپور: مومن پورہ قبرستان سے متصل حضرت اشرف الفقہا کی آخری آرام گاہ

اور جس طرح اشرف الفقہاء نے عرصۂ دراز تک سفر وحضر میں مفتی اعظم کی خدمت کی اور مستفیض ہوئے، اسی طرح مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے بھی سفر وحضر میں عرصۂ دراز تک بلکہ دم آخر تک حضرت اشرف الفقہاء کی خدمت کی اور فیوض وبرکات حاصل کئے۔ حضرت اشرف الفقہاء کا قیمتی اور محنتی ہونا ان کی تصانیف وتقاریر اور تبلیغی دوروں سے ظاہر ہے، ہمتی ہونے کے شواہد سے بھی دنیا واقف ہے۔ اسلامی قدروں کی حفاظت وصیانت، بدعقیدوں کی سرکوبی، اسلام مخالف طاقتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور حق کی حامی جماعتوں کی قیادت کرنا آپ کے باحوصلہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

خواب کے تعلق سے یہ سب میرے اپنے قیاسات ہیں۔ معبرین اپنے علم سے اس خواب کی بہتر تعبیر کر سکتے ہیں ویسے اللہ اعلم بالصواب اور حرف آخر یہی ہے۔

حضرت اشرف الفقہاء نے میرے دیرینہ دوستانہ مراسم کے تعلق سے خود میرے نعتیہ مجموعۂ کلام 'گل قدس' کے صفحہ ۲۱ پر کیا کچھ تحریر فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

میرے علمی ادبی سماجی اور معاشرتی اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ''یہ سب باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر شکیل صاحب کو میں نے بہت قریب سے دیکھا اور سمجھا ہے۔ موصوف عمر میں مجھ سے تقریباً ۴ سال چھوٹے ہیں عمر کے اس تفاوت کے باوجود ڈاکٹر صاحب بچپن ہی سے اچھے مخلص دوست رہے ہیں، ہماری یہ دوستی خانہ زاد اور موروثی ہے جو والدین کریمین کی طرف سے ہم دونوں کو وراثت میں ملی ہے۔ اس کے علاوہ ہم دونوں ہم زلف بھی ہیں اور سمدھی بھی مگر ان تمام نازک رشتوں کے باوجود آج تک ہم دونوں کے باہمی تعلقات پر معمولی شکر رنجی کا ناخوشگوار اثر بھی کبھی نہیں مرتب ہوا، خدا کرے آئندہ بھی نہ ہو''۔ اور الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت اندرون ملک یا بیرون ملک جہاں بھی ہوتے بذریعہ فون برابر خیریت معلوم کرتے رہتے اور گھوسی جب بھی تشریف لاتے کوئی بھی موسم ہو، دن کے علاوہ اور رات میں گھنٹے دو گھنٹے کے لیے غریب خانے پر تشریف لاتے اور مختلف علمی وملی، خانگی وذاتی مسائل پر گفتگو فرماتے تفنن طبع کے طور پر کچھ اور پر مزاح باتیں بھی ہو جاتیں۔ ہائے افسوس اب کہیں ایسے مخلص دوست اور کہیں ایسی دل آویز ودلنشین مجلسیں کہاں۔ رب کریم ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ایں دعا از جملہ جہاں آمین باد۔

حضرت کے انتقال کے بعد تجہیز وتکفین وتدفین کے مراحل لاک ڈاؤن کی سختیوں کے باوجود جس طرح انجام پذیر ہوئے حد درجہ حیرت انگیز ہیں، آپ انہیں ان کی کرامت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ غسل دینے کے بعد جنازہ گھر کے لان کے سامنے رکھ دیا گیا اور نماز عصر کے بعد سے ۲۵ / سے ۳۵ / افراد پر مشتمل جماعتوں نے ۷۰ / سے ۷۵ / بار نماز جنازہ ادا کی اور ۱۲ / بجے شب میں جب جنازہ قبرستان پہنچا تو ولی کی شرکت اور اجازت سے جو نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ۴ / بجے شب میں تدفین عمل میں آئی ان تمام مرحلوں میں پولیس یا انتظامیہ نے نہ کوئی سختی کی نہ ہی کوئی رکاوٹ ڈالی بلکہ ہر ممکن تعاون کیا اور ان میں سے بعض اشک بار بھی ہو گئے۔ نماز جنازہ حضرت کے چھوٹے صاحبزدے حافظ تحسین اشرف نے پڑھائی۔

یوں تو حضرت کے خود اپنے کئی پلاٹ ہیں اور اور مفتی حبیب صاحب نے جو حضرت کے خاص شاگرد ہیں، ٹیکا میں اپنے ایک پلاٹ میں تدفین کی خواہش ظاہر کی اور مصر بھی ہوئے لیکن پر آشوب حالات زمانہ جگہ کی ناموزونیت اور دیگر اسباب وعلل کے باعث مومن پورہ قبرستان سے متصل اس جگہ کو منتخب کیا گیا جو حضرت کی آخری آرام گاہ ہے۔

ان کے مرقد پہ ہو نازل رحمت پروردگار

گلہائے عقیدت

(بحضور اشرف الفقہا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی)

علمائے حق کے رہبر مفتی مجیب اشرف
کانِ عمل کے گوہر مفتی مجیب اشرف
رضوی چمن میں نوری نکہت بسی ہوئی ہے
ہیں اس کا اک گل تر مفتی مجیب اشرف
پر پیچ وادیوں میں ہیں راہبر ہمارے
راہِ ولا کے اختر مفتی مجیب اشرف
بزمِ سخن کی رونق، مفتیٔ دین برحق
تسکینِ جانِ مضطر مفتی مجیب اشرف
یہ بے نوا مشاہد چپ چاپ تک رہا ہے
لطف و کرم ہو اس پر مفتی مجیب اشرف

● ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

اشرف الفقہاء کی مجھ پر یہ عنایت زندہ باد
جو مجھے بخشی ہے حضرت نے امانت زندہ باد
مسلک حق پر صدا قائم رہوں ہر حال میں
ان کی یہ تلقین اور ان کی وصیت زندہ باد
زندگی کا کیا بھروسہ میں رہوں یا نہ رہوں
پر سدا کے واسطے حضرت کی نعمت زندہ باد
دستگیری کیجئے گا یا مجیب اشرف میری
میری ہر مشکل میں ہو تیری اعانت زندہ باد
آپ سے ہے مفتیٔ اعظم کو روحانی قرار
خیمۂ اجداد کی شمعِ وراثت زندہ باد
تیری نسبت ہے تو ہر باطل سے لڑ جاؤں گا میں
دل میں اب محسوس کرتا ہوں میں شدت زندہ باد
اب کوئی بادِ مخالف آنکھ دکھلائے گی کیا
اب ہمارے ساتھ ہے حضرت کی نصرت زندہ باد
اشرف الفقہاء تیری ذرہ نوازی کو سلام
خاک تجھ سے بن گئی ماتھے کی زینت زندہ باد
آپ کے نقشِ قدم ہوں گے میرے دل کے چراغ
اے فریدیؔ سب سے بہتر ہے یہ ثروت زندہ باد

● سلمان رضا فریدی مصباحی